

فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر..... ضرورت و مشروعیت اور آداب و احکام

محمد مثنیٰ حسان

ہم نے اس مقالے کو موضوعات کے اعتبار سے پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے جو حسب ذیل ہیں:

- مقدمہ: دین اسلام اور اس کی حفاظت کا طریقہ
- باب اول: امر بالمعروف و نہی عن المنکر؛ اہمیت، فضیلت اور اثرات
- باب دوم: امر بالمعروف و نہی عن المنکر؛ فقہی احکامات
- باب سوم: آمر (نیکی کا حکم دینے والے) اور ناهی (برائی سے روکنے والے) کے احکامات
- اختتامیہ: ہم، ہمارا معاشرہ اور ہماری ذمہ داریاں

اس مقالے کو پیش کرنے کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک ایسے دور میں مسلمانوں کے درمیان اس اہم ترین فریضے کو زندہ کیا جاسکے، جب مسلمان معاشرے سبک خیزی کے ساتھ برائیوں اور گمراہیوں کی لپیٹ میں آرہے ہیں اور تاحال ہم اس کے آگے بند باندھنے میں ناکام ہیں۔ اگر آج ہم نے اس فریضے کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو کل ہم اپنے مخلوق اور گھروں میں وہ کچھ ہوتا دیکھیں گے جس کے تصور سے بھی روح کانپنے لگتی ہے، اور پھر دنیا میں بھی خسارہ ہوگا اور آخرت میں بھی رسوائی، والعیاذ باللہ! (صاحب تحریر)

مقدمہ

دین اسلام اور اس کی حفاظت کا طریقہ

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله وعلى آله وأصحابه أجمعين!

دین اسلام انسانیت کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لایا

اللہ تعالیٰ نے جب ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾^۱ اور ﴿وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾^۲ کے اعلان کے ساتھ ”اسلام“ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے بطور دین چنا اور ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾^۳ اور ﴿اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾^۴ کہہ کر ”توحید“ کو اس دین کی بنیاد قرار دیا تو دنیا میں توحید و اسلام کا نور پھیل گیا اور انسانوں کو شرک و جاہلیت کے اندھیروں میں سے رشد و ہدایت کی روشنی نظر آنے لگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾ (البقرة: ۲۵۷)

”اللہ تو اہل ایمان کا دوست ہے، انھیں (کفر و شرک کے) اندھیروں سے نکال کر (ایمان و توحید کے) نور کی طرف لاتا ہے۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے بھی ارشاد فرمایا، کہ:

﴿كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ﴾ (ابراہیم: ۱)

^۱ بے شک دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ (ال عمران: ۱۹)

^۲ اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔ (المائدہ: ۳)

^۳ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ (البقرة: ۲۵۵)

^۴ اللہ کی ہی عبادت کرو، اور طاغوت کا انکار کرو۔ (النحل: ۳۶)

”یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ آپ اللہ کے حکم سے لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائیں، (یعنی آپ اس کے ذریعے) زبردست اور قابلِ حمد (رب) کے راستے کی طرف رہنمائی کریں۔“

پس اللہ تعالیٰ نے دین اسلام نازل فرما کر انسانیت کے سامنے رشد و ہدایت کی راہ منور فرمادی اور پورے انسانی معاشرے کو _____ جو اس سے قبل شرک اور جاہلیت کی پستیوں میں ڈوبا ہوا تھا _____ الہامی اقدار و اطوار سے روشناس کرایا اور عقیدہ توحید کی بنیاد پر اس کی تشکیل فرمائی۔

پاکیزہ مسلم معاشرے کا قیام

دین اسلام کے نزول کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے کائنات میں بسنے والی اشرف المخلوقات کے سامنے زندگی گزارنے کا پورا منشور رکھ دیا۔ یہ محض چند عقائد و نظریات کا مجموعہ نہ تھا، بلکہ اس کائنات میں پائی جانے والی زندگی کی مکمل رہنمائی کا الہامی انتظام تھا۔ اس کا دائرہ کار انسان کی انفرادی زندگی کے ہر گوشے سے لے کر اجتماعی امور کے ہر پہلو تک پہنچا ہوا تھا۔ یوں دین اسلام نے وہ تمام بنیادیں منہدم کر ڈالیں جن پر قدیم جاہلی معاشرے قائم تھے اور دنیا میں ایک پاکیزہ و خالص مسلم معاشرے کے قیام کی بنا ڈالی۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی تیس سالہ جدوجہد کے ذریعے انسانی افکار و خیالات، عبادات و معاملات، اخلاق و کردار، عمرانیات و اقتصادیات کو اسلام کے سانچے میں ڈھالا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نفوسِ قدسیہ پر مشتمل ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جہاں زندگی کے ہر شعبے میں دین اسلام کی گہری چھاپ نظر آتی تھی۔ یہی وہ زمانہ تھا جس میں اسلام اپنی حقیقی روح کے ساتھ دنیا میں پوری طرح جلوہ فگن تھا اور رشد و ہدایت اپنی کامل صورت میں معاشرے میں موجود تھی۔ پھر آپ ﷺ کی رحلت کے بعد بھی مسلم معاشرے میں یہی فضا غالب رہی۔

خیر القرون میں رشد و ہدایت کا سامان

رسول اللہ ﷺ نے اسی بات کی طرف یہ کہتے ہوئے اشارہ فرمایا کہ:

”خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ-----“

”بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر اس کے بعد والے، پھر اس کے بعد والے“۔^۵

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں بہترین زمانے کی خود تصریح فرمادی۔ علامہ نووی رحمہ اللہ

لکھتے ہیں:

”وَالصَّحِيحُ أَنَّ قَرْنَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّحَابَةُ ، وَالثَّانِي التَّابِعُونَ ،
وَالثَّلَاث تَابِعُوهُمْ“.

”اور صحیح بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ ہے، اور

دوسرا زمانہ (جس کا آپ ﷺ نے ذکر فرمایا ہے) تابعین رحمہم اللہ کا زمانہ ہے، اور تیسرا

زمانہ تبع تابعین رحمہم اللہ کا زمانہ ہے“۔^۶

پس صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کا زمانہ بہترین زمانہ تھا جو رشد و ہدایت کا حامل تھا۔ ان تین زمانوں میں معمولی خامیوں کے باوجود معاشرہ اسلامی خطوط پر استوار تھا، دین زندگی کے تمام شعبوں میں نافذ تھا اور بدی و معصیت عام نہ تھی۔

امت میں گمراہیوں کا در آنا

پھر اس کے بعد جیسے جیسے زمانہ گزر تا گیا، مسلمانوں میں دین سے دوری اور گمراہیاں پیدا ہونے لگیں، اور مسلم معاشرہ پہلے کی طرح پابند شریعت نہ رہا۔ خود آنحضرت ﷺ نے اس بابت بتلادیا تھا۔ مذکورہ بالا حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں کہ:

^۵ متفق علیہ

^۶ شرح النووي علی مسلم: کتاب فضائل الصحابة. باب فضل الصحابة رضي الله تعالى عنهم

فريضة امر بالمعروف ونهى عن المنكر، ضرورت و مشروعیت اور آداب و احکام-----کنتم خیرأمة أخرجت للناس

”...ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ
وَيَنْذِرُونَ وَلَا يُؤْفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمْنُ“۔

”پھر اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو جھوٹی گواہی دیں گے جبکہ ان سے گواہی لی نہ جائے
گی، اور امانت میں خیانت کریں گے، اور وعدے کر کے ایفاء نہ کریں گے، اور ان میں
دنیا داری پیدا ہو جائے گی۔“^۷

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے:

”...ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ يَتَسَمَّنُونَ وَيُحِبُّونَ السِّمْنَ۔۔۔“۔

”پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو دنیا داری کا خیال نہ رکھیں گے، دینی امور میں غفلت
برتیں گے،^۸ اور مال و متاع کو پسند کریں گے۔“^۹

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ امر واقع بیان کرتے ہوئے حدیث ”خیر الناس قرنی“ کے ذیل میں
ایک جگہ لکھتے ہیں:

”وَفِي هَذَا الْوَقْتِ ظَهَرَتْ الْبِدْعَ ظُهُورًا فَاشِيًّا، وَأُطْلِقَتِ الْمُعْتَزِلَةُ أَلْسِنَتُهَا،
وَرَفَعَتِ الْفَلَاسِفَةُ رُءُوسَهَا، وَامْتَحَنَ أَهْلُ الْعِلْمِ لِيَقُولُوا بِخَلْقِ الْقُرْآنِ،
وَتَغَيَّرَتِ الْأَحْوَالُ تَغْيِيرًا شَدِيدًا، وَلَمْ يَزَلْ الْأَمْرُ فِي نَقْصٍ إِلَى الْآنِ. وَظَهَرَ قَوْلُهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ“ ظُهُورًا بَيِّنًا حَتَّى يَشْمَلَ الْأَقْوَالِ
وَالْأَفْعَالِ وَالْمُعْتَقَدَاتِ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ“۔

(جب تبع تابعین کا دور بھی گزر گیا تو) اس وقت بدعات عام ہو گئیں، معتزلہ نے اپنی زبانیں
کھول لیں، فلسفی سر اٹھانے لگے، حضرات علماء کو خلق قرآن کے مسئلے کے ذریعے آزمائش

^۷ الصحيح لمسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة رضي الله تعالى عنهم۔۔۔

^۸ كما ذكر صاحب 'تحفة الأحوذى' عن التوربشقي، أنه قال: كثر به (يعني بـ 'يتسمنون') عن الغفلة وقلة الإهتمام بأمر الدين، فإن الغالب على ذوي السمانة أن لا يهتموا بارتياض النفوس بل معظم همتهم تناول الحظوظ والتفرغ للدعة والنوم.

^۹ سنن الترمذي: كتاب الفتن، باب ما جاء في قرن الثالث۔

و ابتلاء میں ڈالا گیا اور حالات بری طرح تبدیل ہونے لگے؛ اور یہ انحطاط کا عمل آج تک جاری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ”پھر جھوٹ پھیل جائے گا“، آج پوری طرح صادق آ رہا ہے، یہاں تک کہ اقوال و افعال اور عقائد، سبھی میں جھوٹ عام ہو گیا ہے، واللہ المستعان!“^{۱۰}

امت کی زندگی میں دین کی حفاظت اور احیاء کا انتظام: امر بالمعروف ونہی عن المنکر

خیر القرون کے بعد چونکہ امت میں گمراہیاں اور منکرات عام ہو جانے کا مکمل امکان تھا، تو رب تعالیٰ نے ان گمراہیوں اور ضلالتوں سے حفاظت کا انتظام بھی کر دیا، تاکہ رسولِ برحق ﷺ کے بعد ہر زمانے میں مسلم معاشرہ خالص دین سے روشناس رہے اور اسلام کی روح ان میں تازہ رہے۔ نہ دین کے نام پر غلط نظریات اور بدعات کا فروغ ہو اور نہ لادینیت کی لہر معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے سکے۔ اسلام کی ابدی تعلیمات جو صدیوں قبل آنحضرت ﷺ کے ذریعے انسانوں تک پہنچیں، وہ اسی اصلی صورت میں تاقیامت انسانوں کی زندگیوں میں اترتی رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا یہ انتظام فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی صورت میں مسلمانوں کو عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں:

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (البقرة: ۱۰۴)

”اور تمہارے درمیان ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے کہ جس کے افراد لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائیں، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں، ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔“

^{۱۰} فتح الباری: کتاب المناقب، باب فضائل أصحاب النبی ﷺ۔

یہ ایسا فریضہ ہے جو امت میں دین کو زندہ رکھنے کا موجب ہے۔ پس اگر اس فریضے کو ادا نہ کیا جائے تو امت سے دین اٹھ جائے، اس میں تحریف ہونے لگے، مگر ابی عام ہو جائے، امت کی زندگی مفلوج ہو جائے، اور مسلمان خود کو مسلمان سمجھنے کے باوجود اسلام سے عاری ہو جائیں، والعیاذ باللہ!

فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی حقیقت

فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے امام غزالی علیہ الرحمۃ کا یہ اقتباس ہی کافی ہے، جسے آپ کے بعد بیشتر علماء نے افادیت کے پیش نظر من وعن نقل کیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ اس اہم فریضے کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فإن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر هو القطب الأعظم في الدين، وهو المهم الذي ابتعث الله له النبيين أجمعين، ولو طوى بساطه وأهمل علمه وعمله لتعطلت النبوة واضمحلت الديانة وعمت الفترة وفشت الضلالة وشاعت الجهالة واستشرى الفساد واتسع الخرق وخربت البلاد، وهلك العباد، ولم يشعروا بالهلاك إلا يوم التناد“۔

”امر بالمعروف ونہی عن المنکر دین اسلام کا قطب اعظم ہے، اور یہی وہ کام ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو بھیجا۔ اگر اس کی بساط لپیٹ دی جائے اور اس فریضے کا علم سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کو ہلکا جان لیا جائے تو نبوت معطل ہو جائے، دین مضحک ہو جائے، کمزوری عام ہو جائے، مگر ابی پھیلنے لگے، جہالت پھیلنے پھولنے لگے، فساد کا دور دورہ ہو، حماقت کا بول بالا ہو، شہر برباد ہو جائیں اور لوگ ہلاک ہو جائیں اور انھیں اس بات کا ادراک تک نہ ہو، یہاں تک کہ روز قیامت آن پہنچے۔“

داخلی و خارجی، ہر قسم کی حفاظت کا انتظام

فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اتنی اہمیت اسی وجہ سے ہے کہ یہ ہر قسم کی خیر کے فروغ اور ہر قسم کے شر سے دفاع کا ذریعہ ہے۔

_____ مسلم معاشرے کی داخلی صورت حال کی بات کریں تو یہ فریضہ مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والی تمام برائیوں، گناہوں اور بدعات و شرکیات کو ختم کرتا ہے، اور انہیں دین کے خالص احکامات پر عمل پیرا بناتا ہے۔ اس نکتے کو سید قطب رحمہ اللہ ان الفاظ میں واضح فرماتے ہیں:

”---و حين يقوم المجتمع المسلم الذي تحكمه شريعة الله ، فيدين الله وحده ولا يدين لسواه ، يكون الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر في داخل هذا المجتمع؛ ويتناول ما يقع فيه من أخطاء وانحرافات عن منهج الله وشرعه“۔

”ایک حقیقی مسلم معاشرے میں _____ جہاں اللہ کی شریعت حکمراں ہو اور دین ’ما سوا اللہ‘ سے ہٹ کر صرف اللہ ہی کے لیے خالص ہو _____ وہاں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ بھی ضرور زندہ ہوتا ہے۔ پھر یہی فریضہ معاشرے کو شریعت کی مخالفت اور منہج الہی سے انحراف کی راہ اختیار کرنے سے روکتا ہے۔“^{۱۲}

_____ خارجی سطح پر بات کریں تو یہ فریضہ کفار کو مخاطب کرتا ہے اور انہیں حق کی طرف دعوت دیتا ہے، اور ان کی ہٹ دھرمی اور ان کی جانب سے حملے^{۱۳} کی صورت میں جہاد^{۱۴} کے ذریعے ان کی

^{۱۲} في ظلال القرآن؛ سورة التوبة، الآية ۱۱۲

^{۱۳} یہاں ’ہٹ دھرمی اور حملے‘ کے الفاظ استعمال کر کے جہاد کی دونوں اقسام؛ دفاعی و اقدامی کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی

ہے۔

^{۱۴} جس طرح علمائے دین نے ’دعوت الی اللہ‘ کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں شامل کیا ہے، اسی طرح ’جہاد فی سبیل اللہ‘ کو بھی اسی فریضے کی ایک شاخ قرار دیا ہے، جیسا کہ آگے علامہ سعدی رحمہ اللہ کے قول سے واضح ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ اس موضوع پر مزید گفتگو باب اول میں آئے گی۔

فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، ضرورت و مشروعیت اور آداب و احکام-----کنتم خیر أمة أخرجت للناس

سرکوبی کرتا ہے۔ یوں ان دونوں صورتوں میں حق کا بول بالا ہوتا ہے اور دین غالب ہوتا ہے جبکہ باطل سرنگوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ (ال عمران: ۱۱۰)

”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہو، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔“

علامہ سعدی رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”یمدح تعالیٰ هذه الأمة ويخبر أنها خير الأمم التي أخرجها الله للناس، وذلك بتكميلهم لأنفسهم بالإيمان المستلزم للقيام بكل ما أمر الله به، وبتكميلهم لغيرهم بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر المتضمن دعوة الخلق إلى الله وجهادهم على ذلك وبذل المستطاع في ردهم عن ضلالهم وغيهم وعصيانهم۔“

”یہاں اللہ تعالیٰ اس امت کی تعریف فرما رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ یہ وہ بہترین امت ہے جسے اللہ نے لوگوں کے لیے نکالا ہے۔ (یہ بہترین اس طرح ہے کہ) یہ ایمان لا کر اور اللہ کے ہر حکم پر عمل کر کے پہلے خود اپنے نفوس کی تکمیل کرتے ہیں، اور پھر نیکی کا حکم دے کر اور برائی سے روک کر دوسروں کی بھی تکمیل کا سامان کرتے ہیں، کہ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اسی کی خاطر ان کے خلاف جہاد کرتے ہیں، اور ان کو گمراہیوں و نافرمانیوں سے روکنے کے لیے مقدور بھر کوششیں صرف کرتے ہیں۔“^{۱۵}

پس اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو بہترین امت کا خطاب دیا تو وہ بھی اسی فریضے کی ادائیگی کے سبب

دیا۔

^{۱۵} تیسیر الکريم الرحمان في تفسير كلام المنان: سورة ال عمران، الآية ۱۱۰۔

فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر؛ امت کی قیادت کا بنیادی کام

دین میں فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے اسی اہمیت کے سبب شریعتِ مطہرہ نے اسے امت کی قیادت کا بنیادی کام قرار دیا ہے، تاکہ مقتدر حضرات، اقتدار و قوت کے ساتھ یہ فریضہ سر انجام دیں اور یوں امت کی زندگی میں دین کی حفاظت کو یقینی بنایا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَاللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾ (الحج: ۴۱)

”یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انھیں زمین میں اقتدار عطا فرمائیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، اور لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔“^{۱۶}

علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”وفيه إيجاب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر على من مكنه الله في الأرض وأقدره على القيام بذلك“۔

”یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اس شخص پر فرض ہے جسے اللہ زمین میں تمکین عطا فرمائیں اور اسے (تمکین و اقتدار کی بدولت) اس فریضے کی ادائیگی کی مکمل قدرت حاصل ہو۔“^{۱۷}

^{۱۶} گو یہ آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر ہے، مگر علماء نے (دیگر مقامات کی طرح) یہاں اس خبر سے احکام اخذ کیے ہیں، جیسا کہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا قول ثابت کر رہا ہے۔ اسی طرح قاضی ابن عطیہ اندلسی رحمہ اللہ (م ۵۴۲ھ) بھی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ”وإنما الآية أخذت عهداً على كل من مكنه الله“ (ترجمہ) ”یہ آیت ہر اس بندے سے (ان چار کاموں کی انجام دہی کا) عہد لے رہی ہے جسے اللہ (زمین میں) تمکین عطا فرمائیں“ (المحرر الوجیز)۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ بھی اپنی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے اور اسے پسند فرماتے ہیں کہ ”هو شرط شرطه الله على من آتاه الملك“ (ترجمہ) ”جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ حکومت عطا فرمائیں، ان پر اس آیت میں مذکورہ کام شرائط حکومت کا درجہ رکھتے ہیں۔“ (الجامع لأحكام القرآن)

^{۱۷} فتح القدیر؛ سورة الحج، الآية ۲۱

فريضة امر بالمعروف ونهى عن المنكر، ضرورت و مشروعيت اور آداب و احكام-----كنتم خير أمة أخرجت للناس

مفكر اسلام مولانا سيد ابوالحسن علي ندوي رحمہ اللہ تو اس فريضے کی اس قدر اہمیت بیان کرتے ہیں کہ اس ایک کی ادائیگی کے لیے دنیا میں سیاسی قوت و اقتدار کے حصول کو لازم ٹھہراتے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام میں جس قدر اہم فريضہ ہے، وہ اس سے ظاہر ہے کہ امت کی بعثت کا مقصد یہی بتایا گیا ہے:

”تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہو، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔“ (ال عمران: ۱۱۰)

اور قیامت تک کے لیے مسلمانوں کا یہی فرض قرار دیا گیا ہے:

”تم میں ایک ایسی جماعت رہنی چاہیے جو بھلائی کی طرف دعوت دیتی رہے، نیکی کا حکم کرتی رہے، اور برائی سے روکتی رہے۔“ (ال عمران: ۱۰۴)

لیکن یہ یاد رہے کہ اس کے لیے امر (حکم) اور نہی (ممانعت) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ امر و نہی کے لفظ میں اقتدار اور تحکم کی شان ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ بھلائی اختیار کرنے کے لیے درخواست و عرض کریں گے۔ پس امر و نہی کے لیے سیاسی اقتدار اور مادی قوت کی ضرورت ہے اور امت کا فريضہ ہے کہ وہ اس کا انتظام کرے۔“^{۲۰}

پس مدعا یہ ہے کہ اس فريضے کا تعلق چونکہ امت کی زندگی میں احیائے دین سے ہے اور اس کی ادائیگی کے بغیر دفاع و بقائے امت و دین ناممکن ہے، لہذا یہ کام اپنی کامل صورت میں اسی وقت ممکن ہے جبکہ حکومت کی سطح پر اس کی ادائیگی کا انتظام کیا جائے، اور قوت کے ساتھ اسے انجام دیا جائے۔ یہ بات خود اس فريضے کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے کافی ہے۔

^{۲۰} تاریخ دعوت و عزیمت؛ حصہ ششم، جلد اول۔

عصر حاضر میں امت مسلمہ کی صورت حال اور اس فریضے کی ضرورت

یہ بات سمجھ لینے کے بعد کہ فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر معاشرے میں دین کی حفاظت و احیاء اور اسے قائم رکھنے کا موجب ہوتا ہے، آئیے اب آج کے دور میں امت مسلمہ کی صورت حال کا جائزہ لیتے ہیں۔

آج امت مسلمہ پر نظر دوڑائیں تو ہمیں ہر قسم کی چھوٹی بڑی منکرات و شرکیات، گمراہیاں اور برائیاں نظر آتی ہیں۔ یہاں چند ایک کا ذکر کیے دیتے ہیں، مگر یہ چند ایک ایسی ہیں کہ اپنی جامعیت کے اعتبار سے پوری فضا پر حاوی ہو رہی ہیں، مثلاً ہر خطے میں اسلام مخالف کفریہ نظام حکومت رائج ہے، مسند حکومت ظالم و فاسق، دین سے عاری لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، عدالتوں میں غیر شرعی قوانین نافذ ہیں، معیشت و تجارت سود پر مبنی ہے، معاشرت پر مغربی اقدار کا غلبہ ہے، ذرائع ابلاغ کے ذریعے لادین نظریات کا پرچار صبح و شام ہو رہا ہے، عفت و عصمت کی بجائے بے حیائی کی حکمرانی ہے اور قبروں پر شرک و بدعت کے اڈے سرکاری سرپرستی سے قائم ہیں۔ اس سب کے ساتھ خارجی طور پر کفار مغرب ہمارے بیشتر ممالک پر حملہ آور ہیں اور ہمارے بھائی بہنوں کی جان، مال، عزت و آبرو کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ ایسے میں امت کی زندگی میں دین کی کیا حالت ہوئی، ہر صاحب بصیرت شخص اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

آج صورت حال جہاں تک پہنچ چکی ہے، اس کا بنیادی سبب اسی فریضے کی ادائیگی میں کوتاہی ہے۔ اس صورت حال سے نجات کا راستہ یعنی امت کو ان منکرات میں گم ہو جانے سے محفوظ رکھنے اور دین اسلام کو زندہ کرنے کا راستہ، جیسا کہ ذکر ہوا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ادائیگی ہی سے وابستہ ہے۔ آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ امت میں اس فریضے کو زندہ کیا جائے، اور عوام و خواص سب اپنے اپنے دائروں میں اس فریضے کو سرانجام دیں، تا آنکہ آج جہاں منکرات کا دور دورہ ہے، وہاں معروف کا دور دورہ ہو جائے۔

خلط ملاط کر دے گا اور تم پر بھی اسی طرح لعنت فرمائے گا جس طرح بنو اسرائیل پر فرمائی تھی۔“^{۲۱}

حرف آخر

یہ مقالہ اسی مقصد کے تحت تحریر کیا گیا ہے کہ اس فریضے کی اہمیت و ضرورت سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے اور اختصار کے ساتھ اس کے آداب و احکام بتلائے جائیں۔ باقی ہر خطے کے علمائے کرام کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس فریضے کو اپنے اپنے علاقوں میں زندہ کریں، عامۃ الناس کو اس کے آداب و احکام سکھلائیں، خود بھی اس فریضے کو ادا کریں اور مسلمانوں کو بھی اپنے اپنے دائروں میں اس کی ادائیگی کی ترغیب دیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں، آمین!

وما توفیقی إلا باللہ!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین!^{۲۲}

(جاری ہے ان شاء اللہ!)

^{۲۱} سنن الترمذی: کتاب التفسیر، باب سورة المائدة، وسنن أبي داود: کتاب الملاحم، باب الأمر والنهي۔

^{۲۲} یہاں مقدمہ ختم ہوا، اگلے شمارے میں ان شاء اللہ باب اول شائع کیا جائے گا۔ (ادارہ)